مکاشفاتِ عَینیئه [مُجدّدیه]

۱۰۵۳ھ

از

حضرت امام ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

معہ اردو ترجمہ

سنہ طباعت	۱۳۸۴ھ ۱۹۶۵ء
مقام طباعت	ایجوکیشنل پریس کراچی
تعداد طبع	ایک ہزار
قیمت	ایک روپیہ پچاس پیسے

ناشر

ادارۂ مجددیہ : ناظم آباد ۳ - کراچی ۱۸

۷۸۶

مُکاشفاتِ عینیہ مجدّدیہ

سنہ ۱۰۵۳ھ

از

حضرت امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرّہ

معہ اردو ترجمہ

باہتمام

ادارۂ مجدّدیہ۔ ۲/۵۔ ایچ۔ ناظم آباد ۳۔ کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اللہ پاک کا بے حد شکر و احسان ہے کہ حضرت امام ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کی غیر مطبوعہ اور نایاب تصانیف کی اشاعت کی سعادت ادارۂ مجدّدیہ (ناظم آباد ۳۔ کراچی) کو حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ رسالۂ اثبات النبوۃ (عربی) اور رسالۂ تہلیلیہ (عربی) کی طباعت کے بعد اب ایک اور نادر رسالہ مکاشفاتِ عینیہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس رسالے کے مرتّب حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی ثمّ برہان پوری علیہ الرحمہ (صاحبِ زبدۃ المقامات) نے آغاز ہی میں لکھا ہے کہ یہ مجموعہ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض (خلفاء) حضرات نے محفوظ کر لئے تھے اور گو کہ اس کے بعض مضامین حضرت قدس سرہٗ کے مکتوباتِ شریفہ اور رسائلِ وقیعہ میں بھی آ چکے تھے لیکن تمام و کمال ان کا مرتّب کرنا ازبس ضروری تھا۔ چنانچہ اب ان کو پہلی بار اہلِ علم حضرات سے روشناس کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ پاک ہمارے اس ارادے اور ادارے کی یہ سعی بھی مشکور فرمالے اور ہمارے لئے اسے وسیلۂ سعادتِ اُخروی بنا دے۔ آمین۔

یہ رسالہ حضرت مخدومنا و مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجدّدی سرہندی مدظلہ (ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ) کے کتب خانے میں موجود تھا۔ حضرت نے بڑی شفقت سے مخدومی قبلہ حاجی محمد اعلیٰ صاحب کو اس کی نقل کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر

اللہ پاک نے اپنے خاص فضل وکرم سے یہ موقع نصیب فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رباطِ مظہریہ کے مجموعۂ رسائلِ مجدّدیہ سے اس نقل کی تطبیق کرلی گئی اور اُس مجموعے سے بڑی مدد ملی۔ تصحیح وترجمہ کے سلسلے میں ہمارے پیر بھائی حضرت مولانا ابوالفتح صغیرالدین (استادِ سندھ یونی ورسٹی) نے بڑا کرم فرمایا۔ اللہ پاک ان سب حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

اس رسالے کا نام اکثر کتابوں میں مکاشفاتِ غیبیہ درج ہے لیکن موجودہ نسخے میں (صفحہ ۶ - ۴۶) اس کا نام مکاشفاتِ عینیہ آتا ہے۔ چونکہ رسالے کے مرتب حضرت ہاشم کشمی علیہ الرحمہ (صفحہ ۱۵) اپنے مرتب کردہ ہر مجموعے کو تاریخی نام دینے کے عادی ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ اس رسالے کا نام بھی تاریخی رہا ہوگا یعنی مکاشفاتِ عینیۂ مجدّدیہ (= ۱۰۵۳ھ) کیونکہ رسالے کے شروع میں (صفحہ ۵) میں انھوں نے آغازِ ترتیب کا سال ۱۰۵۱ھ بھی دیا ہے اور ظاہر ہے کہ تکمیل میں وقت لگا ہوگا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر **غلام مصطفیٰ خاں**

ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ

صدر شعبہ اردو۔ سندھ یونی ورسٹی

حیدرآباد

جمعہ ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

چو آن رگ‌رگ‌ ے کہ در سنگے نہان ہست زمین و آسمان او ہمان ہست

این حقیر بعضے اکابر مشائخ را دید کہ در مسلکِ حضرت فاروق سلوک نمودہ اند و حضرت غوث الثقلین بہ این مسلک بہ غیب ذات واصل گشتند و در مسلک حضرت امیر بیشتر از فنا و بقا کہ اول قدم در ولایت ہست مدّتے نہ پیمودہ اند و حضرت شیخ ابوسعید خرّاز نیز بمسلکِ حضرتِ فاروق سالک گشتہ اند مگر نہ شنیدہ اند کہ حضرت پیغمبر علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیاتِ اکملہا فرمودہ اند" لو کان نبی بعدی لکان عمرؓ" و اگر معنی تکمیل و افادت در ایشان نمی بود بہ مقامِ نبوت چہ مناسبت داشتہ بودے" فتامّل و لا تکن من القاصرین" بعد از حضرتِ صدیق این نسبت بسلمان فارسی رسید و از راہِ درونی بہ مقصود پیوست۔ بعد ازان این نسبت بعینہا بحضرتِ قاسم بن محمد ابی بکر رسید بعد ازان آن نسبت بہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ از حضرت قاسم رسید کہ پدرِ مادر ایشان بود۔ و آنچہ حضرت امام فرمودہ اند کہ "ولدنی ابوبکر مرتین" اشارت بہ این دو ولایت ہست کہ لن یلج ملکوت السمٰوٰتِ من لم یولد مرتین" لیکن چون حضرتِ امام از آبائے کرامِ خود نیز نورے گرفتہ بودند و آن بسلوک فوقانی مناسبت داشت بعد از تحصیلِ جذب بسلوک فوقانی بہ مقصد رسید جامع ہر دو نسبت گشتند۔ بعد ازان آن نسبت از حضرت امام بطریقِ ودیعت بسلطان العارفین از راہِ روحانیت کہ بہ طریقِ ولیان ہست رسید گویا آن نور ودیعت را بر پشت ایشان بطریقِ امانت نہادہ اند تا باہلِ آن برسانند

اس لیے مشائخ نے اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ نیز چونکہ حضرت امیرؓ متاخر تھے اور ان کے مسلک نے شہرت پائی اس لیے مجبوراً اس کو ہاتھوں سے پکڑا ہے۔ اور کوتاہ فہم لوگ تسلیک و تکمیل کو حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہٗ) کے ساتھ مخصوص جانتے ہیں اور خلفائے ثلاثہ کو کامل غیر مکمل خیال کرتے ہیں۔ ان کی جرأت پر فریاد ہے۔ چونکہ ان کا سلوک حضرت امیرؓ کے مسلک پر واقع ہوا ہے اس لیے اس کے ماسوا کی نفی کر کے فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں ؎ (ترجمہ)

جو کیڑا ایک پتھر میں نہاں ہے — وہی اُس کا زمین و آسماں ہے ص ۱۹

اس حقیر نے بعض اکابر مشائخ کو دیکھا ہے کہ انھوں نے حضرت فاروقؓ کے مسلک میں سلوک کیا ہے۔ اور حضرت غوث الثقلین اس مسلک کے ذریعہ غیب ذات تک واصل ہوئے ہیں۔ اور حضرت امیرؓ کے مسلک میں فنا و بقا سے زیادہ نہیں چلے ہیں۔ جو کہ ولایت میں ابتدائی قدم ہے۔ اور حضرت شیخ ابو سعید خرّاز بھی حضرت فاروقؓ کے مسلک پر چلے ہیں۔ شاید ان لوگوں نے یہ نہیں سنا ہے کہ حضرت پیغمبر (علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات اکملہا) نے فرمایا ہے کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے"۔ اگر تکمیل و افادہ ان میں نہ ہوتا تو مقام نبوت سے کیا مناسبت رکھتے۔ کوتاہ فہم لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ حضرت صدیقؓ کے بعد یہ نسبت حضرت سلمان فارسیؓ کو پہنچی، اور اندرونی راہ سے مقصود تک پہنچے۔ ان کے بعد یہ نسبت بعینہٖ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کو پہنچی۔ ان کے بعد یہ نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حضرت قاسمؓ سے پہنچی جو کہ ان کے نانا تھے۔ اور حضرت امام نے یہ جو فرمایا ہے کہ "ابو بکرؓ نے مجھ کو دو بار جنا" تو اس سے اشارہ ان ہی دو ولایتوں کی طرف ہے۔

وردے توجہ سلطان بجانبِ دیگر ہست۔ وپیشِ تحملِ آن امانت باین نسبت
تعلقے مفہوم نمی شود۔ بعد ازان این نسبت بشرحِ مذکور بعینہٖ از سلطان شیخ
خرقان رسید واز ایشان بشیخ ابو علی فارمدی واز ایشان بہ حضرتِ خواجہ
یوسف این نسبت باہلِ آن نسبت اعلیٰ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی
کہ سرحلقۂ خواجگان ہست رسید۔ و درین محل آن نسبت از راہِ جذبۂ سلوک
آفاقی کہ خاصۂ حضرت امام بود باز در عرصہ ظہور آمد واز سرطراوت یافت۔
ایشان ازین راہ عروج فرمودہ تامقامِ صدیقیت رسیدند و درکمال وتکمیل
درجہ علیا داشتند مع ذٰلک از رؤسا واقطاب بودند وحضرت خواجہ از
نہایت بیاد داشت تعبیر فرمودہ اند۔ ومعنیٔ یادداشت بہ تفصیل درین رسالہ
انشاء اللہ تعالیٰ تحریر خواہد یافت۔ بعد از حضرتِ خواجہ تا حضرت خواجہ
نقشبند قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم مشائخ این سلسلہ از جذبہ بغیب از راہ
دردنی سیر انفسی متوجہ گشتند وبقدرِ استعداداتِ خویش نصیبے یافتند۔
چون زمانِ حضرتِ خواجہ نقشبند شد حضرت خواجہ بزرگ ایشان را از راہِ
روحانیت تربیت فرمودند وہمان نسبت بعینہا جذباً وسلوکاً بہ ایشان متصل
شد وتمام وکمالِ یافت واز خلفاے ایشان خواجہ علاء الدین عطار وخواجہ
محمد پارسا قدس اللہ اسرارہم العلیہ بحصولِ این نسبت تربیتِ ایشان
مشرف گشتند وحضرت خواجہ علاء الدین باوجود تحقیق نسبت ولایت و
شہادت وصدیقیت از راہِ معیتِ ذاتیہ بہ غیبت ذات رفتہ اند وواصلِ
نقطۂ نہایت گشتہ اند۔ و در انجا بقاے پیدا کردہ اند وباین بقا قطبِ

کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں وہ شخص داخل نہیں ہو سکتا جو کہ دو بار نہ پیدا ہوا ہو۔
لیکن چونکہ حضرت امام نے اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل کیا تھا اور وہ سلوک
فوقانی سے مناسبت رکھتا تھا اس لیے جذب کی تحصیل کے بعد سلوک فوقانی
کے ذریعے مقصود تک پہنچے اور دونوں نسبتوں کے جامع ہوئے۔ ان کے بعد یہ نسبت
حضرت امام سے ودیعت کے طریقہ پر سلطان العارفین کو روحانیت کے راستے
سے پہنچی جو ویسیوں کے طریقے میں ہے۔ گویا ودیعت کے اس نور کو اُن کی پیٹھ پر امانت
کے طور پر رکھا ہے تاکہ اس کے اہل تک پہنچا دیں۔ اور سلطان کی توجہ کا رخ دوسری
جانب ہے اور اس امانت کے اُٹھانے سے پہلے اس نسبت کے ساتھ تعلق نہیں سمجھا
جاتا ہے۔ ان کے بعد یہ نسبت بعینہٖ مذکورہ بالا طریقے پر سلطانؒ سے شیخ خرقانیؒ
تک پہنچی۔ اور اُن سے شیخ ابو علی فارمدیؒ تک اور اُن سے حضرت خواجہ یوسفؒ تک
پہنچی۔ یہ نسبت اس نسبت کے اہل اعلیٰ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کو پہنچی
جو کہ حلقۂ خواجگان کے سردار ہیں۔ اور اس محل میں یہ نسبت جذبہ وسلوک آفاقی
کی راہ سے جو کہ حضرت امام کا خاصہ ہے ظہور میں آئی اور سیر سے تازگی پائی۔ اس
راہ سے ترقی کر کے صدیقیت کے مقام تک پہنچے اور کمال و تکمیل میں بلند درجہ رکھتے
تھے۔ نیز رؤسائے اقطاب میں سے تھے۔ اور حضرت خواجہ نے نہایت کو "یادداشت"
سے تعبیر فرمایا ہے۔ "یادداشت" کے معنی تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ اس رسالہ
میں تحریر ہوں گے۔ حضرت خواجہ کے بعد حضرت خواجہ نقشبند تک (قدس اللہ
تعالیٰ اسرارہم) اس سلسلہ کے مشائخ جذبہ سے غیب تک سیر انفسی کے اندرونی
راستے سے متوجہ ہوئے اور اپنی استعداد کے مطابق حصہ پایا۔ جب حضرت خواجہ

ص ۲۰